THE
SENATE OF PAKISTAN
DEBATES

OFFICIAL REPORT

Friday, February 22, 2013
(91st Session)
Volume III, No.05
(Nos.01-17)

CONTENTS

		Pages
1.	Recitation from the Holy Quran...………....……	1
2.	Leave of Absence………………………………..	2
3.	Presentation of Report of the Standing Committee	3-6
4.	Points of Orders.	
i.	Resignation of Finance Minister and In camera Session ………………………..	7-12
ii.	Code of Conduct for Elections ………..	13-19
iii.	Decision on Kishan Ganga Project ……	20-21
iv.	Allotment of Election Symbols ……….	22-25
v.	Formulation of Special Committee on Election Issues………………………….	26-29

Printed and Published by the Senate Secretariat, Islamabad.

Volume III No.05 — **SP. III(05)/2013** 15

SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Friday, the February 22, 2013

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at twenty two minutes past eleven in the morning with Mr. Chairman (Syed Nayyer Hussain Bokhari) in the Chair.

Recitation From The Holy Quran

أَعُوذُ بِاللهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔

اَلَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَ صَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللهِ اَضَلَّ اَعْمَالَهُمْ ﴿١﴾ وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا
الصّٰلِحٰتِ وَ اٰمَنُوْا بِمَا نُزِّلَ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ هُوَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ كَفَّرَ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَ اَصْلَحَ
بَالَهُمْ ﴿٢﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوا اتَّبَعُوا الْبَاطِلَ وَ اَنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّبَعُوا الْحَقَّ مِنْ
رَّبِّهِمْ كَذٰلِكَ يَضْرِبُ اللهُ لِلنَّاسِ اَمْثَالَهُمْ ﴿٣﴾

ترجمہ: جن لوگوں نے کفر کیا اور (دوسروں کو) اللہ کی راہ سے روکا (تو) اللہ نے ان کے اعمال (اخروی اجر کے لحاظ) سے برباد کردیے۔ اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے اور اس (کتاب) پر ایمان لائے جو محمد (ﷺ) پر نازل کی گئی ہے اور وہی ان کے رب کی جانب سے حق ہے اللہ نے ان کے گناہ ان (کے نامۂ اعمال) سے مٹادیے اور ان کا حال سنوار دیا۔ یہ اس لیے کہ جن لوگوں نے کفر کیا وہ باطل کے پیچھے چلے اور جو لوگ ایمان لائے انہوں نے اپنے رب کی طرف سے (اتارے گئے) حق کی پیروی کی، اسی طرح اللہ لوگوں کے لیے ان کے احوال بیان فرماتا ہے۔

(سورۃ محمد: آیات 1 تا 3)

جناب چیئرمین: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

LEAVE OF ABSENCE

جناب چیئرمین: جناب حمزہ صاحب ذاتی مصروفیات کی بنا پر مورخہ 18 تا 20 فروری اجلاس میں شرکت نہیں کرسکے تھے۔ اس لیے انہوں نے ان تاریخوں کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: جناب کامران مائیکل صاحب ذاتی مصروفیات کی بنا پر مورخہ 18 تا 20 فروری اجلاس میں شرکت نہیں کرسکے تھے۔ اس لیے انہوں نے ان تاریخوں کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: جناب عدنان خان صاحب ذاتی مصروفیات کی بنا پر مورخہ 18 تا 21 فروری اجلاس میں شرکت نہیں کرسکے تھے۔ اس لیے انہوں نے ان تاریخوں کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: جناب مولانا عبدالغفور حیدری صاحب ذاتی مصروفیات کی بنا پر مورخہ 20 تا 21 فروری اجلاس میں شرکت نہیں کرسکے تھے۔ اس لیے انہوں نے ان تاریخوں کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: پروفیسر ساجد میر صاحب نے ذاتی مصروفیات کی بنا پر مورخہ 22 فروری کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: محترمہ سحر کامران صاحبہ ذاتی مصروفیات کی بنا پر مورخہ 21 فروری کو اجلاس میں شرکت نہیں کرسکی تھیں۔ اس لیے انہوں نے اس تاریخ کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

Mr. Chairman: Item No.2. Senator Mrs. Kalsoom Parveen may move item No.2.

Presentation of Report of the Standing Committee

Senator Kalsoom Parveen: Thank you Mr. Chairman. I, Chairperson, Standing Committee on Cabinet Secretariat and Capital Administration and Development, would like to present report of the Committee on the Bill to provide for the registration, regulation and functioning of private educational institutions in Islamabad Capital Territory [The Islamabad Capital Territory Private Educational Institutions (Registration and Regulation) Bill, 2013].

جناب چیئرمین! اگر آپ کی اجازت ہو تو میں کچھ بات کرسکتی ہوں؟

جناب چیئرمین: ضرور۔

سینیٹر کلثوم پروین: جناب چیئرمین! میں اس Bill پر رپورٹ پیش کرتے ہوئے تمام parties کا شکریہ ادا کرتی ہوں جنہوں نے اس سلسلے میں fully help کیا۔ میں ارکان کے نام لینا چاہوں گی، ڈاکٹر سعیدہ اقبال صاحبہ، روبینہ خالد صاحبہ، باز محمد صاحب، حسیب خان صاحب، کامل علی آغا صاحب، بیگم نجمہ حمید صاحبہ اور سینیٹر محمد طلحہ محمود صاحب۔ اگرچہ وقت کم ہے لیکن میں اپنے سٹاف کی اور خاص طور پر کمیٹی سیکرٹری، غلام مرتضیٰ صاحب کی بے حد مشکور ہوں کہ جگہ نہ ہونے کے باوجود بھی، انہوں نے ہمیں facilitate کیا اور ہم نے اس Bill پر کام کیا۔

اس Bill پر کم از کم چھ گھنٹے continuous بحث ہوئی۔ بحث کے بعد اس Bill کو اس صورت میں pass unanimously کیا گیا کہ جو rules بنیں گے، کمیٹی انہیں مسلسل pursue

کرے گی۔ میں آج چیئر کی طرف سے یہ چاہوں گی کہ آپ کی assurance مل جائے، جب آپ Leader of the House تھے تو آپ نے کمیٹی بنائی تھی اور اس کمیٹی نے دس مہینے کام کیا، اسی دوران آپ چیئرمین بھی بنے مگر آپ کو معلوم ہے کہ وزیر صاحبہ نے make sure کیا تھا کہ جب rules بنیں گے تو ہم کمیٹی کو اس میں شامل کر لیں گے جس کو انہوں نے بالکل null and void کیا۔ آج بھی کمیٹی کے یہی خدشات ہیں کہ کچھ rules بننے جا رہے ہیں جن پر اعتراضات تھے، کیونکہ اس کے بعد یہ تمام چیز bureaucracy کے ہاتھ میں چلی جائے گی۔ کمیٹی کا کام صرف اسے supervise کرنا ہے، خدشہ ہے کہ کہیں ایسے rules نہ آجائیں جو ہمارا اتنا اچھا Bill آرہا ہے اسے کہیں یہ crash نہ کر دیں۔ اگر آج آپ یہ ruling دے دیں کہ جب وہ اس کے rules بنانے جائیں تو کمیٹی کو اس میں ضرور شامل کیا جائے کیونکہ اس میں کمیٹی کی بہت محنت شامل ہے۔ شکریہ۔

Mr. Chairman: The report stands presented. This is not the stage for assurance, let the concerned Minister come. When this will come, this issue can be raised at that time. Today we have only to lay the report.

ڈاکٹر سعیدہ اقبال صاحبہ! آپ کچھ کہنا چاہتی ہیں؟

سینیٹر سعیدہ اقبال: جناب چیئرمین! میں اس پر بات کرنا چاہتی تھی لیکن اب میں اُسی وقت بات کرلوں گی۔

جناب چیئرمین: Obviously آج تو report lay ہوئی ہے، جب یہ Bill آئے گا اور under consideration ہو گا تو اُس وقت آپ اس پر بات کر لیجیے گا۔ Item No. 3,

Minister-In-Charge Cabinet Secretariat may move Item No. 3.

سینیٹر اسلام الدین شیخ (چیف وہپ): جناب چیئرمین! وزیر موصوف تشریف نہیں لائے ہیں کیونکہ آج ان کی کوئی انتہائی اہم meeting تھی۔

جناب چیئرمین: ڈار صاحب سے پوچھ لیتے ہیں کہ اس کی legal position کیا ہے اور

Who can present this?

سینیٹر محمد اسحاق ڈار (قائد حزب اختلاف): جناب چئیرمین! دونوں وزراء میں سے ایک بھی موجود نہیں ہے۔

Mr. Chairman: Mian *Sahib*, can anybody else present this report?

Senator Mian Raza Rabbani: No sir, it has to be a Cabinet Minister.

Mr. Chairman: Item No. 3 is deferred. Now we move Item No. 4 and the position is the same, so we defer Item No. 4 and 5 also. There is no other item on the agenda and it's unfortunate

کیونکہ کل بھی ہم اپنا agenda exhaust کر کے points of order پر آئے تھے تو ایک اخبار نے لکھا کہ شاید ہم نے اپنا agenda complete نہیں کیا، so it is clarified that agenda items are over now. Any point of order? جی زاہد خان صاحب۔

سینیٹر محمد زاہد خان: شکریہ، جناب چیئرمین! پرسوں جب بلوچستان اور تمام ملک میں law and order کی situation پر بات ہو رہی تھی تو میں نے اور ہمارے ایک معزز ممبر عبدالنبی بنگش صاحب نے بات کی تھی۔ اس وقت یہ اچھا نہیں لگ رہا تھا کہ میں وزیر داخلہ صاحب کو interrupt کرتا۔ انہوں نے دو تین عجیب باتیں کیں۔ ہم نے ان سے یہ کہا کہ جب آپ اطلاع دیتے ہیں، چاہے صوبوں کو اطلاع دیتے ہیں کہ سفید کرولا گاڑی شہر میں داخل ہو گئی ہے اور آپ اسے ڈھونڈیں، پھر آپ کہتے ہیں کہ دو خود کش حملہ آور شہر میں داخل ہو گئے ہیں، آپ انہیں ڈھونڈیں۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ ممبران نے کتاب نہیں پڑھی تو میں ان کی knowledge کے لیے بتانا چاہتا ہوں کہ ہم لوگ سیاسی کارکن ہیں، ہم کئی دوسرے لوگوں کی طرح یہاں پیراشوٹ کے ذریعے نہیں اترے ہیں۔ جو لوگ پیراشوٹ کے ذریعے اترتے ہیں تو وہ یہ بات سوچتے اور دیکھتے ہیں، ہم نے نہ bureaucracy میں وقت گزارا ہے نہ کسی اور مد میں وقت گزارا ہے، ہم ابتدا سے ہی سیاسی کارکن چلے آرہے ہیں اور ہمیں اب تک کی ہر چیز کا علم ہے۔ جناب چیئرمین! جو ذمہ داری ہوتی ہے اسے پورا کرنے کے بجائے صرف یہ بات کہہ دینا کہ کتاب نہیں پڑھی، کتاب پڑھی ہے لیکن آپ کی intelligence agencies

آپ کے under آتی ہیں، صوبوں کے under نہیں آتیں، صوبوں کے under صرف Special Branch آتی ہے۔ ہم آپ کو یہ نہیں کہتے کہ آپ اپنے informer کا نام ہمیں بتائیں لیکن یہ ضرور کہتے ہیں کہ آپ اس سے یہ ضرور پوچھیں کہ آپ یہ اطلاع مجھے دے رہے ہیں کہ فلاں رنگ کی گاڑی شہر میں داخل ہو گئی ہے لیکن یہ نہیں بتا رہے ہیں کہ یہ گاڑی کہاں سے آئی، کہاں پر اس کی planning کی گئی یا اس کی base کہاں پر ہے؟ یہ چیز کیوں نہیں بتائی جاتی۔ یہ تمام معاملہ وزیرِ داخلہ صاحب کا ہے۔ یہ کسی صوبے کا معاملہ تب بنتا ہے جب کسی شہر میں کوئی بات ہو لیکن جہاں ان کی base ہے، جہاں سے planning کی جاتی ہے، جہاں سے لوگ بھرتی کیے جاتے ہیں اور جہاں ان لوگوں کو training دی جاتی ہے، اس کے بارے میں انہیں پتا ہونا چاہیے۔ اس طرح جان چھڑا لینا اتنا آسان نہیں ہے اور اسی وجہ سے ہمارا بیڑہ غرق ہوا ہے۔ جہاں بھی کوئی واقعہ ہوتا ہے تو یہ کہتے ہیں کہ میں نے report مانگی ہے، آپ کا report مانگنے کا حق ہی نہیں بنتا۔ اگر یہ صوبائی معاملہ ہے تو آپ صوبوں سے report مانگ ہی نہیں سکتے۔ آپ خود کوئی کتاب نہیں پڑھتے اور دوسروں کے بارے میں ایسی باتیں کرتے ہیں۔

جناب والا! مہربانی کرکے وزیر صاحب آئندہ کے لیے ایسی باتوں سے اجتناب کریں اور انہوں نے جو باتیں کی ہیں، انہیں expunge کرنا چاہیے کیونکہ انہوں نے غلط کہا ہے، وہ ذمہ دار عہدے پر ہیں اور اس ملک کے وزیرِ داخلہ ہیں، ملک میں جہاں بھی law and order کی کوئی صورت حال پیدا ہوتی ہے تو تمام intelligence agencies ان کے under آتی ہیں، صوبوں کے under Special Branch کے علاوہ کوئی intelligence agency نہیں آتی۔ جب آپ انہیں اطلاع دیتے ہیں تو انہیں یہ بھی بتا دیا کریں کہ ان کی base کہاں پر ہے؟ یہ لوگ کہاں سے training لے رہے ہیں؟ یہ لوگ کہاں سے آئے ہیں؟ کیا اس آدمی نے خود گاڑی لی اور چل پڑا کہ میں نے خود کش حملہ کرنا ہے؟ ان کی یہ عجیب منطق ہے۔ کراچی میں جو کچھ ہو رہا ہے اور یہ کہتے ہیں کہ میں نے اطلاع دے دی تھی۔ آپ نے کیا اطلاع دی تھی؟ کیا جب وہاں خود کش حملہ ہو جائے گا تو پھر آپ اطلاع دیں گے۔ آپ یہ اطلاع نہیں دیتے کہ یہ آدمی کہاں سے چلا، اس آدمی کی کہاں پر training ہوئی، کہاں اس حملے کی planning کی گئی؟ اگر آپ کا informer آپ کو یہ بات کہتا ہے تو اسے یہ بات بھی بتانی چاہیے کہ حملے کے لیے کہاں پر planning کی گئی اور آپ وہاں کیوں نہیں جاتے؟ آپ جب تک وہاں نہیں جائیں گے اس وقت تک اس ملک میں law and order کی situation خراب تر ہوتی چلی جائے گی اور ہم مزید تباہی کی طرف

جائیں گے۔ میں اس کا ذمہ دار وزارت داخلہ کو سمجھتا ہوں کیونکہ تمام intelligence agencies اس کے under آتی ہیں اور اس کی ذمہ داری بنتی ہے کہ ملک میں امن و امان کو قائم کیا جائے۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: اسحاق ڈار صاحب۔

Points of Order

Resignation of Finance Minister and In Camera Session

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: شکریہ، جناب چیئرمین! جیسا کہ ہم سب کو معلوم ہے کہ دو روز قبل وزیرِ خزانہ نے استعفیٰ دیا اور Minister of State for Finance کو Federal Minister کا قلمدان دیا گیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ transparency point of view سے یہ بہت ہی ضروری ہے کیونکہ حکومت نے اپنا tenure مکمل کر لیا ہے، they are only two weeks away اور اسی حکومت نے، اسی حکومت کے کہنے پر، اسی حکومت کی leadership نے، اسی حکومت کی کابینہ نے March, 2008 میں فیصلہ کیا تھا کہ transparency point of view سے ایک clear picture of economy public کے ساتھ share کی جائے گی۔ اس وقت کی ٹیم نے تمام numbers کو compile کیا اور کابینہ کی منظوری اور اس کے کہنے پر وہ numbers public کیے گئے۔ آج جب پانچ سال کا عرصہ گزر چکا ہے اور آخری چند دنوں میں ایک وزیرِ خزانہ اپنے عہدے سے استعفیٰ دے کر گھر چلے جائیں، میں سمجھتا ہوں کہ یہ مناسب نہیں ہے۔ اگر انہیں جانا تھا تو ہمیں "Daily Dawn" or "The News" کی stories کے ذریعے یہ پتا نہیں چلنا چاہیے تھا کہ وفاقی وزیر سید خورشید صاحب نے مجھ سے اتنے بلین مانگے اور میں نے نہیں دیے، فلاں وزیر نے مجھ سے ٹیوب ویلوں پر subsidy کے لیے اتنے پیسے مانگے اور میں نے نہیں دیے، یہ دو یا تین دنوں میں سب کچھ ہو گیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ بہرحال یہ ان کا اپنا prerogative ہے، یہ ان کی اپنی صوابدید تھی اور یہ between Government and Finance Minister ہے، مجھے اس سے کوئی غرض نہیں لیکن مجھے اس سے غرض ہے کہ اس حکومت کا tenure ختم ہونے سے پہلے، اس ایوان میں چاہے وہ in camera ہو چاہے otherwise ایک complete picture پیش کی جائے کہ قرضے کل کہاں تھے اور آج کہاں ہیں؟ سب کو پتا ہے کہ چھ ہزار بلین پر مشرف چھوڑ کر گیا تھا، آج ہم چودہ ہزار بلین پر

کھڑے ہیں۔ جب مشرف نے take over کیا تھا تو یہ قرضے دو ہزار نو سو چھیالیس ارب روپے تھے۔ ساڑھے آٹھ سالوں میں پاکستان کا domestic debt تین ہزار بلین سے چھ ہزار بلین اور چھ ہزار بلین سے چودہ ہزار بلین cross کر چکا ہے۔ اسی طرح Inflation and large scale manufacturing, fiscal and monitory policy, میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں اچھی روایت قائم کرنی چاہییں، جو بھی حکومت ہو، اگر ہم یہ کہتے ہیں کہ ایک حکومت اپنا tenure پورا کرے تو بڑی اچھی بات ہے۔ Dictatorship سے جمہوریت کی transition شروع ہوئی اور آج پہلی مرتبہ ہوا ہے کہ جمہوریت اپنے پانچ سال مکمل کر کے ایک democratic process کے ذریعے آگے جا رہی ہے۔ لیکن اس کا قطعاً یہ مطلب نہیں ہے کہ آپ شفاف انداز کے ساتھ اپنی picture الیکشن یا قومی اسمبلی کے آخری دن سے پہلے کسی دن قوم کے ساتھ اور خصوصاً قوم کے نمائندے جو دونوں houses میں بیٹھے ہوئے ہیں ان سے share نہ کریں۔

جناب! میں آپ کے توسط سے یہ request کروں گا کہ fiscal policy, monitory policy, inflation, GDP growth, public debt indicators, اور آپ کے تمام macro economic indicators جو بھی ہیں، کوشش کریں کہ 16 مارچ سے پہلے اور اگر اس session میں ہو سکے یا اگلے session میں اس ہاؤس میں لے آئیں، چلیں اگر Finance Minister چلے گئے ہیں، ان کا استعفیٰ منظور ہو گیا ہے ٹھیک ہے، یہ ان کا prerogative ہے، اپوزیشن اس میں کچھ نہیں کہہ سکتی لیکن یہ مناسب نہیں ہوگا کہ آپ یہ چیزیں چھپائیں اور آپ ان چیزوں کو اپنے parliamentarians کے ساتھ share نہ کریں۔ اگر آپ اپنی حقیقت بیان نہیں کریں گے، اگر آپ حقائق بیان نہیں کریں گے۔۔۔ آپ نیٹو کے لیے تو مہینوں واشنگٹن میں بیٹھ کر دوسرے ملکوں کے Deputy Secretaries کی خوشامد کرتے ہیں اور ان کو facilitate کرتے ہیں اور یہاں آپ کے دونوں Houses میں parliamentarians بیٹھے ہیں، ان سے آپ information share نہیں کرتے اور مدت پوری ہونے سے چند یوم پہلے جاتے ہوئے استعفیٰ دے کر آپ کی freedom ہے کہ جب آپ چاہیں آجائیں اور جب چاہیں چلے جائیں۔ ایسی jobs کی کچھ norms ہوتی ہیں، کچھ responsibilities ہوتی ہیں، کچھ فرائض ہوتے ہیں۔ ٹھیک ہے وہ چلے گئے ہیں، وہ میرے دوست ہیں میں بحیثیت اپنے colleague کے ان کا احترام کرتا ہوں ، وہ ہمارے colleague ہیں پتا نہیں انہوں نے سینیٹ سے بھی استعفیٰ دیا ہے یا ابھی نہیں دیا۔ مجھے ان

سے ذاتی کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ اب آئی ایم ایف سے negotiations کے بارے میں کس کو نہیں پتا کہ اس میں کتنے processes ہوئے۔ اب آپ کو پتا ہے کہ جنوری میں کیا ہوا؟ وہ یہاں آکر بیٹھے رہے ، ان سے negotiations ہوتی رہیں۔ اب آپ کو پتا ہے کہ آپ کے reserves کی کیا پوزیشن ہے،آپ اپنے روپے کا حال دیکھیں کہ کیا ہو گیا ہے۔ جناب، اس طرح معاملات نہیں چلتے، میں تنقید برائے تنقید یہ نہیں کہہ رہا بلکہ میں ایک positive انداز سے بات کررہا ہوں۔ حفیظ شیخ صاحب میرے پاس آئے اور کہا کہ آئی ایم ایف والے آپ سے ملنا چاہتے ہیں۔ میں نے کہا کہ میں ملنے کے لیے تیار ہوں لیکن پہلے آپ مجھے اگلے بارہ مہینے کی forex projection دیں۔ آپ مجھے یہ بتائیں کہ آپ ان سے کیا مانگ رہے ہیں، آپ مجھے یہ بتائیں کہ وہ آپ پر شرائط کیا impose کر رہے ہیں؟ آپ مجھے یہ بتائیں کہ آپ کیا کرنا چاہتے ہیں؟ میں اس کے بعد ان سے ملوں گا۔ جب کچھ نہیں ہوا تو یہ سارا کچھ پھینک کر اپنی جان چھڑا گئے صرف یہ paint کرنے کے لیے کہ میں بہت اچھا ہوں۔ مجھ سے دوچار وزیروں نے پچاس، پچاس اور ساٹھ ساٹھ ارب مانگے جو میں نے نہیں دیے۔ جناب، یہ طریقہ نہیں ہے۔ وہ مجھ سے مشورہ کرتے تو میں insist کرتا کہ آپ کی loyalty and sincerity یہ demand کرتی ہے کہ آپ آخری دن تک حکومت کے ساتھ رہیں۔ اگر آپ نے جانا تھا تو آپ سال دو سال پہلے چھوڑ کے چلے جاتے، اگر آپ سے یہ سارا کچھ handle نہیں ہو سکتا تھا۔ اب وہ چونکہ ہاؤس میں بھی نہیں ہیں، وہ میرے colleague ہیں اور میرا ان سے بہت اچھا تعلق ہے۔ جب بھی انہوں نے مجھ سے کوئی مشورہ مانگا تو میں نے ہمیشہ پاکستان کے interest میں ٹھیک مشورہ دیا اور میں نے کوشش کی کہ ان کو facilitate کروں۔ وہ اپنی information لے کر نہیں آسکے اس لیے آئی ایم ایف مشن کو میں نہیں ملا اور میں نے انکار کر دیا کہ جب تک مجھے حقائق نہیں پتا ہوں گے اس وقت تک میں آپ کی مدد نہیں کر سکتا بھائی۔

میں آپ کے توسط سے گزارش کروں گا، چیف وہپ صاحب ہیں، ministers تو لگتا ہے شاید سارے چھٹی پر ہیں اور موسم enjoy کر رہے ہیں، شاید ministers colony میں کوئی دعوت وغیرہ ہورہی ہوگی۔ میری گزارش یہ ہوگی کہ آپ ان سے فرمائیں اور یہ ایک اچھی tradition ہوگی اور اس ملک میں شفافیت کی traditions ہونی چاہییں۔ آئی ایم ایف سے آپ کا معاہدہ مجھے کیا، یہ تو parliamentarians of National Assembly and Senate سب کو پتا ہے جو یہاں پرانے ساتھی بیٹھے ہوئے ہیں۔ آپ کے ministers کو نہیں پتا ہوتا تھا اور یہ صرف Finance

میں جو Finance Ministry اور Prime Minister کے درمیان ہوتا تھا اور Minister اور best locker ہوتا ہے اس میں locked ہوتا تھا۔ مجھے as Commerce Minister 1997 or 98 کے آئی ایم ایف کے ساتھ معاہدے کا نہیں پتا ہوتا تھا۔ میں نے پہلا کام یہ کیا کہ اس کو یکم جنوری 1999 کو آکر ویب سائٹ پر ڈالا۔ یہ عوام کی امانت ہے اور ان parliamentarians کا یہ حق ہے کہ ان کو ہر چیز پتا ہو کہ ملک کدھر جا رہا ہے۔ اب آپ ملک کو کن conditions پر دوسرے اداروں کے ساتھ pledge کر رہے ہیں؟

میں سمجھتا ہوں کہ ایمانداری کے ساتھ true picture یہاں لائی جائے اور ہمارے ساتھ اس کو share کیا جائے اور ہم پاکستان کی بہتری کے لیے اس میں improvement کے مشورے دیں گے کیونکہ مجھے پریشانی ہے۔ میں اب وہ پریشانی نہیں بتاؤں گا کیونکہ as a Pakistani I believe that economy needs top priority. اس وقت ہمارے ملک میں economy اور extremism کا equal problem ہے۔ اگر ہم نے دونوں کو handle نہیں کیا اور کامیابی سے دونوں handle نہیں ہوئے تو ہمارا future bleak ہوگا۔ ہمیں دونوں کو successfully handle کرنا ہے۔ ہمیں اس ملک سے extremism کو بھی ختم کرنا ہے اور اس کو جڑ سے اکھاڑ کے پھینکنا ہے اور ملک کی economy کو development stage پر سیدھا لے کر جانا ہے like other countries have done.

جناب، میں نے کیوں آپ کے ذریعے ملک صاحب سے یہ request کی اور انہوں نے مانی۔ اب آپ دیکھ لیں کہ ایک session گیا اور دوسرا session جا رہا ہے۔ اب وہ 1st week of March کی بات کر رہے ہیں، آپ اندازہ کریں۔ اب آپ کو یہ message مل چکا ہوگا۔ اب وہ کہہ رہے ہیں اس session میں، میں نے آپ کو briefing نہیں دینی اور جو انہوں نے خود offer کی اور میں نے insist کیا کہ آپ طے کریں مگر ان کی طبیعت خراب ہو گئی۔ چلیں طبیعت تو کسی وقت بھی خراب ہو سکتی ہے لیکن اب وہ فرما رہے ہیں کہ اس session میں، میں briefing نہیں دے سکوں گا اور اس کی بجائے 1st week of March میں briefing دوں گا۔

اب جناب میں اس پر بھی بڑا clear ہوں کہ آپ اپنے دونوں Houses کے ساتھیوں کے ساتھ facts share کریں and only then you can have the proposals and suggestions how to move forward. کوئی عقل کل نہیں ہوتا جناب، نہ کوئی وزیر

داخلہ اور نہ کوئی اور بلکہ collective wisdom ایک Islamic concept ہے۔ شوریٰ کا کیا نظام ہے؟ یہ Islamic concept ہے کہ collective مشورے سے اچھی چیزیں نکلتی ہیں۔ کوئی ساتھی یہاں سے یا نیشنل اسمبلی سے آپ کو اچھا مشورہ دے سکتا ہے اور وہ پاکستان کے لیے مفید ہوسکتا ہے۔

جناب، یہ دونوں چیزیں بڑی important ہیں۔ مہربانی کریں، یہ نہ ہو کہ Minister *Sahib* کے vocal cords کے چکر میں سولہ مارچ بھی نکل جائے اور پھر تو ظاہر ہے وہ کسی capacity میں یہاں آ نہیں سکیں گے لیکن خیر Senator تو وہ ہیں لیکن minister تو نہیں رہیں گے۔ میری گزارش یہ ہے کہ ان دونوں مسائل پر آپ direct کریں۔ میں آپ سے پاکستان کی خاطر request کرتا ہوں کہ extremism and economy دونوں چیزوں پر آپ ہمیں factual position بتائیں۔ ہم ایمانداری کے ساتھ پاکستان کی بہتری کے لیے، جو ہمارا ماضی میں تین سال کا experience ہے اس کی base پر way forward suggest کریں گے اور انشاء اللہ معاملہ حل ہوسکتا ہے اگر ہماری نیت ٹھیک ہو، ہم مخلص ہوں، ہم ایمانداری کے ساتھ کوشش کریں تو جناب! اللہ تعالیٰ کی برکت بھی شامل حال ہوتی ہے۔ بہت شکریہ جناب چیئرمین۔

جناب چیئرمین: شکریہ جی، probably Chief Whip wants to respond انہوں نے آپ کے issues کو بڑے غور سے سنا۔ جی اسلام الدین شیخ صاحب۔

سینیٹر اسلام الدین شیخ: شکریہ جناب چیئرمین۔

جناب چیئرمین: اسی issue پر بات کرنا چاہتے ہیں؟ جی فرمائیں۔

سینیٹر اسلام الدین شیخ: جہاں تک ہمارے Leader of the Opposition نے باتیں کی ہیں، وہ ایسی باتیں ہیں کہ جن سے کوئی بھی انحراف نہیں کرسکتا اور کوئی ان پر اعتراض نہیں کرسکتا۔ یہ ضروری ہے کہ پاکستان کی economic position اپنے ممبران کے سامنے لائی جائے چاہے سینیٹ ہو یا نیشنل اسمبلی ہو۔ میں ان کی ہر بات سے اتفاق کرتا ہوں لیکن یہ کہنا کہ حکومت کوئی چیز چھپانا چاہتی ہے تو حکومت کا ایسا کوئی ارادہ نہیں ہے۔

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: شیخ صاحب، میں نے یہ نہیں کہا کہ حکومت چھپانا چاہتی ہے۔

سینیٹر اسلام الدین شیخ: بہرحال، اگر کوئی ایسی بات ذہن میں ہو کہ ہم کوئی چیز چھپانا چاہتے ہیں یا ہم ہاؤس کے سامنے لانا نہیں چاہتے ہیں تو ایسی بات بالکل نہیں ہے۔ آئی ایم ایف کے ساتھ

کیا باتیں ہوئی ہیں اور کیا نہیں ہوئی ہیں، یہ ضروری نہیں ہے کہ اگر ایک Finance Minister resign کر گیا ہے تو دوسرا Finance Minister موجود ہے اور میں نے Leader of the Opposition کی باتیں سنی ہیں اور میں خود اس بات کا حامی ہوں کہ یہ چیزیں ہاؤس میں آنی چاہییں تو میں request کروں گا کہ جن چیزوں کی ڈار صاحب نے نشان دہی کی ہے وہ ان کو اس ہاؤس میں لے کر آئیں، نمبر ایک۔

جہاں تک Interior Minister *Sahib* کا تعلق ہے تو انہوں نے بالکل یہ بات کی تھی کہ وہ in camera briefing دیں گے اور پھر ان کے گلے کا problem بھی ہے اور وہ properly ٹھیک نہیں ہو پارہا لیکن ایک بات میں یہاں clearly واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ in camera briefing کے اندر Prime Minister کی مرضی شامل ہوتی ہے کہ جب تک وہ نہ allow کریں اس وقت تک کوئی briefing نہیں ہو سکتی۔

Mr. Chairman: Then why did he make a statement before the honourable members at the floor of this House?

سینیٹر اسلام الدین شیخ: اب جب سچائی کی بات ہو رہی ہے تو میں بالکل سچائی کی بات کر رہا ہوں۔

جناب چیئرمین: بات درست ہے لیکن he should not have made a statement and rules do not permit to any cabinet member, it is only the Leader of the House who can request the Chair کہ جی آپ in camera proceeding کریں، rules تو یہ کہتے ہیں۔

Senator Islamuddin Shaikh: Yes, I agree,

اسی لیے Prime Minister *Sahib* سے request کی گئی ہے اور جیسے ہی وہاں request accept ہو جاتی ہے تو انشاءاللہ تعالیٰ ہم ضرور House کے سامنے briefing پیش کریں گے۔

جناب چیئرمین: لیکن یہ جو economic situation, issues کی بات ہے kindly have a consultation with the Finance Minister اور پھر ہاؤس کو بتا دیں کہ کیا کرنا ہے۔ شکریہ۔

Senator Islamuddin Shaikh: Thank you sir.

جناب چیئرمین: جی سعید غنی صاحب۔

Code of Conduct for Elections

سینیٹر سعید غنی: بہت شکریہ، جناب چیئرمین! میں کوئی نئی بات نہیں کر رہا ہوں۔ میں آج سے پہلے بھی دو تین مرتبہ یہ تذکرہ کر چکا ہوں اور اب اس کو آگے بڑھا رہا ہوں کہ الیکشن کمیشن بہت مواقعوں پر میڈیا کے مختلف لوگوں کے دباؤ میں آکر فیصلے کرتا ہے جس سے اس کی credibility خراب ہو رہی ہے۔ چند دن پہلے کچھ اخبارات میں ایک list شائع ہوئی کہ 249 parliamentarians ایسے ہیں جو جعلی ڈگری لے کر بیٹھے ہوئے ہیں۔ اس خبر کی بنیاد پر الیکشن کمیشن نے سخت قسم کا ایک خط ان ممبران کو جاری کر دیا۔ اس خط کے ملنے کے بعد Leader of the Opposition نے نیشنل اسمبلی میں اور دیگر ممبران نے اس پر بہت شدید احتجاج کیا اور اپنا point of view بھی بیان کیا جو میں سمجھتا ہوں کہ بالکل ٹھیک تھا۔ اس کے بعد آج اخبارات میں چھپا ہے، مجھے پتا نہیں کہ وہ چیف الیکشن کمشنر صاحب نے اخبارات کو بتایا ہے یا Leader of the Opposition نے بتایا ہے کہ فون پر بات ہوئی، چیف الیکشن کمشنر نے کہا کہ Leader of the Opposition بڑے مہذب آدمی ہیں اور غلطی ہمارے اس افسر کی ہے جس نے یہ خط لکھا ہے۔ ان اخبارات میں یہ اطلاع بھی ہے کہ وہ جو خط لکھنے کا فیصلہ ہوا تھا وہ الیکشن کمیشن کے ممبران نے بیٹھ کر کیا تھا اور یہ کہا تھا کہ ان کو خط بھیجا جانا چاہیے۔

جناب چیئرمین! میرا point of view یہ ہے اور میں اس چیز پر زیادہ concentrate کرنا چاہتا ہوں کہ خدارا! الیکشن کمیشن elections کو transparent, free and fair بنانے کے لیے اقدامات کرے اور یہ کوشش کرے کہ جو الیکشن وہ کروانے جا رہے ہیں اس کے اندر کسی قسم کی کوئی بدمعاشی، گھپلا اور ایسی manipulation نہ ہو سکے جس سے اس کے نتائج مشکوک ہو جائیں نہ کہ الیکشن کمیشن یہ طے کر لے کہ میں نے اس ملک کی تمام برائیوں کو ٹھیک کرنا ہے، میں نے تمام parliamentarians کو جنت الفردوس میں جانے کے لیے جو qualify کرتے ہیں ان کو لے کر آنا ہے، ان لوگوں کے خلاف جتنے اعتراضات اٹھتے ہیں ان کو میں نے ٹھیک کرنا ہے، جتنے

بھی ان کے خلاف الزامات لگ رہے ہیں میں نے ان کو ثابت کرنا ہے۔ یہ الیکشن کمیشن کا کام نہیں ہے۔

جناب! Articles 62 and 63 کی implementation پر بات ہوتی ہے نہ آپ اس سے انکار کرتے ہیں اور نہ میں کرتا ہوں اور نہ مجھے کوئی ایسا پارلیمنٹ کا ممبر نظر آیا ہے یا کوئی ایسا امیدوار نظر آیا اور نہ کوئی political party نظر آرہی ہے جو یہ کہتی ہو کہ اس پر عمل درآمد نہیں ہونا چاہیے۔ اس پر عمل درآمد کرنے کا ایک طریقہ کار موجود ہے۔ اس کو follow کیا جانا چاہیے۔ اگر اخبارات سے guidelines لینا شروع کریں گے، ان کے دباؤ اور پریشر میں آکر فیصلے کریں گے تو میں جناب چیئرمین! پھر گزارش کرتا ہوں کہ الیکشن کمیشن کا کردار مشکوک ہو جائے گا اور اگر چیف الیکشن کمشنر کسی ایک پارٹی کے لیے یا کسی ایک لیڈر کے لیے کہیں گے کہ یہ بڑے اچھے آدمی ہیں تو پھر میں سمجھتا ہوں کہ دوسری پارٹیوں کے حوالے سے جو وہ بات کر رہے ہیں یہ بھی pre poll rigging میں آتا ہے۔ اگر چیف الیکشن کمشنر صاحب یا الیکشن کمیشن یہ سمجھتا ہے کہ Article 218 کے تحت ان کے سارے اختیارات اس میں آجاتے ہیں اور وہ جو چاہیں کریں تو پھر میری ان سے گزارش ہو گی کہ judiciary جو روزانہ remarks دیتی ہے حکومت اور وزراء کے خلاف، پیپلز پارٹی کے خلاف ان کے اوپر بھی پابندی لگائی جائے کیونکہ یہ بھی ایک طرح کی pre-poll rigging ہے جس سے پیپلز پارٹی اور اس کی قیادت کی character assassination کی جارہی ہے۔

جناب چیئرمین: اسحاق ڈار صاحب! ایک special Committee constitute ہوئی تھی اور آپ بھی اس کے ممبر ہیں could it be referred to that Committee یہ issue ہے 249 کے ممبران کا جو انہوں نے raise کیا ہے can it be examined over there?

Senator Mohammad Ishaq Dar: Sir, you are most welcome

آپ کا Terms of Reference یہ تھا کہ ہم نے code of conduct کے حوالے سے election issue پر recommendations دینی تھیں۔ میں خود پریشان ہوں کہ کیا intrigue پیچھے چل رہی ہے۔ پچھلے اتوار کو مجھے پتا ہے کہ میں نے کام کیا اور میں نے شام تک موٹروے پر اس رپورٹ کو final کیا۔ سوموار کو یہ تیار ہو گئی اور وہ پرنٹ ہونے جارہی تھی، اب مجھے نہیں سمجھ آرہی

ہے کہ وہ اس ہاؤس کی property ہے، فوری دی جائے یا تو ہماری intention نہیں ہے کہ ہم الیکشن کمیشن کو strong کریں کیونکہ ہماری رپورٹ کے basis پر وہ code of conduct بنا ہے۔ اس میں نادرا بھی participate کر رہی ہے۔ اس میں سعید غنی صاحب اور دوسرے ممبران بھی regularly participate کرتے رہے ہیں، شاہی سید صاحب اور زاہد صاحب ہیں، سارے لوگ across the divide ساری پارٹیاں اس میں ہیں۔ ہم نے جو code of conduct کے basis پر کام کیا ہے۔ ہمارے اس میں چار پانچ differences بھی موجود ہیں یعنی جو الیکشن کمیشن نے follow نہیں کیے۔ آپ کو یاد ہو گا کہ سپریم کورٹ کی judgment تھی کہ transport کو ECP provide کرے گا۔ دوسری پرچی کے متعلق ہے جو candidates لوگوں کے گھروں کے اندر خود بانٹتے تھے، وہ اب candidates نہیں بانٹیں گے بلکہ وہ پرچی ECP تقسیم کرے گا۔ اب یہ دو چیزیں ایسی ہیں کہ جو اگر وہ کرنا بھی چاہیں تو نہیں کر سکیں گے اور انہوں نے خود کمیٹی کے اندر آکر admit کیا ہے کہ جی ہم فیل ہو گئے ہیں۔ فیل کیسے ہوئے؟ انہوں نے ضمنی انتخابات میں ملتان کے 29 polling stations کے اوپر transport provide کرنے کی کوشش کی تو وہ فیل ہو گئے۔ پرچی کا بھی یہی ہوا کہ postmen سے دوسرے candidates نے ساری کی ساری پرچیاں لے لیں یا خرید لیں یا جو کچھ ہوا۔ ان دونوں کے بارے میں ہم نے ان کو کہا کہ آپ فوری review petition میں جائیں اور ان کو explain کریں۔ آپ کو judgment کا وہ حصہ بھی یاد ہو گا جس میں code of conduct کے متعلق کچھ directions آئی تھیں اور کچھ چیزیں ہم نے voluntarily agree کی ہیں کہ banners, hoardings نہیں ہوں گے، کلاشنکوف نہیں چلے گی۔ اس پر بہت کام ہوا ہے۔ اس میں almost more than dozen meetings ہوئی ہیں۔ اب وہ چار پانچ چیزوں کے علاوہ باقی سارا consensus document ہے اور consensus document now requires legislation کیونکہ قانون کی اس کو backing نہیں ہے تو وہاں اخلاقیات کیا کام کرے گی، اگر کوئی کلاشنکوف چلا لے گا تو پھر بھی اس کو کچھ نہیں ہو گا۔ بنیادی طور پر وہ ایک ethical چیز ہو گی اور penalties جیسی چیز نہیں ہو گی۔

جناب! میں اس کی main چیز آپ کو عرض کر دیتا ہوں۔ Main چیز یہ ہے کہ with all due respect حکومت نے ڈی چوک میں اپنے گھٹنے ٹیک دیے اور سات دن کی بجائے 30 دن کی scrutiny مان لی۔ اب یہ چیز without thinking ہوئی۔ آئین کہتا ہے کہ 60 دن میں الیکشن

کروانے ہیں۔ ہم نے due process calculate کیا ہے جو mandatory ہے اس کے لیے آپ کو قریباً 48 سے 51 days چاہییں۔ اب جب آپ کو 48 سے 51 days چاہییں تو یوں you only have a space of 8 or 9 days maximum جب آپ کو 8, 9 دن اور مل سکتے ہیں تو آپ 30 دن مان کر آگئے، اگر 23 دن اس میں add کریں تو یہ 60 دن ہیں، اس میں یا تو آپ آئین change کریں۔ جناب! ابھی ابھی draft law جو ECP نے بنا کر بھیجا ہے اس میں انہوں نے بھی گورنمنٹ کے کہنے پر 30 دن لکھ دیے ہیں تو وہ change that would tantamount to extra constitutional اس کی وجہ یہ ہے کہ ایسا ہو ہی نہیں سکتا کیونکہ process 60 days میں مکمل ہونا ہے۔ حکومت اعلان کر چکی ہے کہ 16 March کو یہ Assembly dissolve ہو گی in which case it is 60 days, not 90 days. ہم نے ان کو سمجھایا کہ بھئی یہ نہیں ہو سکتا کیونکہ آپ کے پاس maximum کوئی آٹھ نو دن کی space ہے تو آپ اسے سات سے چودہ دن کر لیں۔

جناب! آپ نے دیکھا کہ پریس میں بہت زیادہ debate ہو رہی ہے کہ جی Parliamentarians نے 30 کو نہیں ہونے دیا، dominate کر لیا۔ بھئی یہ بات نہیں ہے۔ آپ تین مہینے کر دو ہمیں کیا فرق پڑتا ہے لیکن بات آئین اور قانون کی تھی کہ آئین اور قانون دونوں تضاد میں جا رہے تھے کہ آپ قانون تیس دن کا بنانے لگے جو کہ آئین میں 60 days کے اندر وہ کام ہو ہی نہیں سکتا۔ اب وہاں پر یہ sense prevail ہوئی اور انہوں نے اب چودہ دن مانے ہیں۔ جناب چیئرمین! اب وہ سارا کام ہو چکا ہے، رپورٹ یہاں آ جانی چاہیے تھی کیونکہ رپورٹ کا مقصد یہ ہے کہ legislative draft کو clear کیا جائے یا تو پھر حکومت نہیں چاہتی کہ وہ legislation کر کے اس کو teeth دے، اس کو قانونی تحفظ دے، اس کو قانونی support دے اور الیکشن کمیشن کو یہ empower کرے کہ آپ یہ یہ penalties لگا سکیں گے تو اس کے بغیر تو اس کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ Committee has done its job, it has already been completed.

جناب! کچھ ممبران کا یہ خیال تھا کہ آپ نے جو TOR دیا تھا وہ تو مکمل ہو گیا ہے اور recommendations آ رہی ہیں۔ مجھے پتا نہیں دو دن سے Leader of the House یہاں پر نہیں آ رہے، خیریت سے ہوں۔ میں نے جیسے پہلے عرض کیا تھا یہ رپورٹ منگل یا بدھ کو پیش ہو جانی تھی۔ مجھے پتا نہیں ہے کہ کیوں نہیں ہوئی۔ اب معزز ممبران اس چیز کو محسوس کر رہے کہ یہ process

تو بڑے ملکوں میں پہلے ہی موجود ہے۔ یہ آسٹریلیا اور کئی ملکوں میں ہے کہ یہ Committee should continue overseeing issues regarding elections once the report is laid and House approves and that would be virtually a new TOR and will expand the scope of this Committee obviously اگر یہ ہوگا تو پھر اس صورت میں جو سعید غنی صاحب کہہ رہے ہیں یہ matter refer کریں تو yes sir, you can refer we can examine and we can get back and bring the report sir.

Mr. Chairman: Let the Leader of the House come and ہم آپ کے ساتھ بیٹھ کر consultation کر لیتے لیکن kindly see Article 62, اس میں جو qualifications ہیں، کسی جگہ پر تعلیمی معیار کا کوئی ذکر نہیں ہے۔ یا ہے کوئی ذکر اس Article 62 میں۔

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: جناب چیئرمین! وہ مشرف صاحب نے قانون کے ذریعے کیا تھا جو ڈگری تھی وہ condition ختم ہو چکی ہے۔ Let me clear it sir. کہ ہو کیا رہا ہے؟ آئندہ کے لیے 18 ویں ترمیم کے مطابق کوئی بندہ پڑھا ہو یا نہ پڑھا ہو، وہ تو ٹھیک ہو گیا ہے۔ اب جو لوگ الیکشن لڑے ہیں 2002 کا، پھر سینیٹ کے 2003, 2006, 2009, and 2012 کے اور اسی طرح جو لوگ الیکشن لڑے ہیں قومی اسمبلی کا 2002 اور 2008 ان دو الیکشنوں میں آپ نے sign کیا ہے کہ میں qualify کرتا ہوں اور that qualification requires that you are a graduate اور اس میں آپ نے لکھا ہے کہ میں نے فلاں مدرسے سے ڈگری لی ہے۔

Mr. Chairman: That law is not in existence now.

Senator Mohammad Ishaq Dar: Fine sir, but committing a perjury in the past.

یہ actually وہ issue چل رہا ہے کہ وہ لوگ جو کہ graduate نہیں تھے اور انہوں نے اس وقت غلط statements دی ہیں اور perjury کی ہے obviously that is subject to prove کیونکہ یہ ایک allegation ہے، 249 میں ہو سکتا ہے کہ ایسے صرف دو بندے نکلیں باقی کی genuine degrees ہوں، جو بھی ہوں، میں ایک academic بات کر رہا ہوں۔ یہ

actually وہ process کر رہے ہیں جنہوں نے تمام elections میں اگر کوئی سینیٹر ہے ، سینیٹ سے اس لسٹ میں تو کوئی 17 یا 18 لوگوں کا نام ہے out of 104 باقی 249 میں دوسرے لوگ ہیں۔ اب وہ non−Senators ہیں۔ وہ actually past history track دیکھ رہے ہیں کہ کیا کسی نے ڈگری کے متعلق غلط statement دی تھی اور آیا وہ graduate نہیں تھا۔ جناب! اس basis پر then they want to start the process to convict them. اس کا یہ background ہے۔ اس میں مستقبل کے متعلق کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ Anybody is contesting election after 18th Amendment اس میں 2012 تک کے سینیٹ کے elections نہیں آتے۔ They are also clean بے شک اس میں کوئی graduate ہو نہ ہو کیونکہ اس کے بعد 18th Amendment pass ہو چکی تھی۔

جناب چیئرمین! یہ ساری retrospective checking ہو رہی ہے۔ یہ سارا معاملہ اس طرح کا ہے۔

جناب چیئرمین: لیکن اس میں گزارش یہ ہے کہ انہوں نے کہا کہ آپ اس چیز کا proof دیں

that you have got fair degrees. It is there in papers also that the Chief Election Commissioner had a word with the Leader of the Opposition. There is some clarification about that.

سعید غنی صاحب جو بات کر رہے ہیں وہ اس context میں بات کر رہے ہیں۔

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: جناب! یہ بڑی لمبی بحث ہے۔ آپ دیکھیں hypothetically کیا ہوا۔ آپ کو یاد ہے کہ we got frustrated. اس میں میرا نام تھا، وسیم سجاد وغیرہ کا تھا۔ ہمیں اس بارے میں کوئی لیٹر نہیں ملا تھا، ہم سے تو ڈگری بھی نہیں مانگی گئی تھی۔ جب انہوں نے ہمیں لیٹر لکھا، اس میں بابر صاحب involve تھے۔ We called them and asked what the hell you are talking. آپ Internet پر جائیں اور کسی کے متعلق confirm کر لو کہ دنیا میں کس Institute کا وہ member ہے۔ وسیم سجاد صاحب کا بھی یہی مسئلہ تھا۔ در اصل ہمیں original letter ہی نہیں ملا تھا۔ ہمیں اس چیز کا پتا نہیں ہے کہ اس لیٹر کے ساتھ کیا ہوا، سینیٹ میں کوئی lapse ہوا یا ECP کے behalf پر لیکن ہم نے degree provide کر دی۔ اب یہ کیا کرتے

ہیں، یہ original دیکھ کر اس کی کاپی attest کر کے HEC کو بھیجتے ہیں اور HEC sends it to the respective University, یہ HEC بھیجتی ہے۔ یہ خود کچھ نہیں کرتے، یہ HEC کو بھیجتے ہیں۔ بہر حال ادھر سے confirmation آ گئی۔ انہوں نے کمیٹی میں آکر regret بھی کیا and they cleared کہ ان کی degrees ٹھیک ہیں۔

جناب چیئرمین! یہ 249 وہ لوگ ہیں جنہوں نے ابھی تک اپنی original degrees ان کو نہیں دیں اور وہ HEC میں نہیں پہنچیں یا HEC نے respective institutions سے ان کے متعلق confirm نہیں کیا۔ Sir, about telephonic conversation, obviously, I have no reason to believe whether it is right or wrong but this is the background کہ ان لوگوں نے اپنی original degrees ان کو نہیں دیں therefore, they have been unable to get their degrees verified. ان میں سے کچھ لوگ تو اب members بھی نہیں ہیں۔ مثال کے طور پر ہمارے دو تین ایسے ساتھی ہیں جیسے گل نصیب صاحب وہ 2012 کے بعد اب اس ہاؤس میں نہیں ہیں۔ That is why let me believe کہ یہ سارے پرانے process کو بھی دیکھ رہے ہیں۔ یہ تو سارا پرانا چکر ہے۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: جی حاصل بزنجو صاحب۔

سینیٹر میر حاصل خان بزنجو: جناب چیئرمین! میں نے اور محسن لغاری صاحب نے ایک resolution move کیا تھا۔ ابھی نئے provinces کے متعلق Bill آرہا ہے، یہ اس کے متعلق ہے۔ سوموار کو وہ Bill House میں آرہا ہے تو پھر اس کے بعد اس کی اہمیت ختم ہو جائے گی۔ آج ایجنڈے پر اب کوئی کام بھی نہیں ہے تو اگر آپ ہمیں اسے move کرنے کی اجازت دے دیں تو مہربانی ہو گی۔

Mr. Chairman: But resolution is something else and legislation is something else. If you want some legislation particularly with reference to the creation or alteration of Provinces, you should see on that. Let's have a meeting in the Chamber.

آپ تشریف لے آئیں وہاں پر بات کر لیں گے۔

سینیٹر میر حاصل خان بزنجو: جناب! بنیادی طور پر آپ کا جو صوبے بنانے کا طریقہ ہے جس پر اتنے دنوں سے بحث ہو رہی ہے، میں آئینی طور پر اسے نہیں جانتا مگر جب تک لوگوں کی will اس province میں شامل ہونے کی نہ ہو تو پھر اگر آپ اور میں یہاں بیٹھ کر اس چیز کا فیصلہ کریں گے تو اس کے کئی اور repercussions نکلیں گے۔ اس وقت ہماری پارٹی کے اوپر خصوصی طور پر ڈیرہ غازی خان اور راجن پور سے اتنا بڑا pressure ہے کہ آپ imagine نہیں کر سکتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ ہماری خواہش کے مطابق ہمیں صوبہ دیں۔ آپ referendum کروا لیں۔ بجائے اس کے کہ آپ ہمیں بہاولپور یا ملتان میں ڈال دیں .let's go to Balochistan جب آپ ایک صوبے کی تقسیم کرنا چاہ رہے ہیں تو پھر لوگوں کی will کے مطابق انہیں جانے دیں۔ Because before 1952 this was not the part of Punjab اس کے بعد اسے پنجاب کا حصہ بنا لیا گیا۔ اب ان کا مطالبہ ہے کہ let them go to the original position جہاں سے ہمارا تعلق ہے۔ ان لوگوں کی majority Blochi speaking ہے۔

Mr. Chairman: Then you can invoke Article 238 and 239. میرے خیال میں اس پر already Mr. Babar had spoken آپ چیمبر میں تشریف لائیں we can discuss this.

سینیٹر میر حاصل خان بزنجو: ٹھیک ہے۔

جناب چیئرمین: جی محسن لغاری صاحب، آپ بھی اسی پر بولنا چاہتے ہیں؟

Decision On Kishan Ganga Project

سینیٹر محمد محسن خان لغاری: اس پر بھی لیکن اس کے علاوہ ایک اور بھی بہت اہم مسئلہ ہے۔ جناب! کچھ دنوں پہلے Permanent Court of Arbitration Hague نے، کشن گنگا پراجیکٹ کے اوپر جو انڈیا کا hydro electric project ہے، انڈیا کو اجازت دی ہے کہ وہ اپنے پراجیکٹ پر مزید کام کر سکتے ہیں۔ یہ ہمارے ملک کے پانی کے مستقبل کے بارے میں ایک international body کی طرف سے بہت بڑا اہم فیصلہ آیا ہے۔ میں اس موضوع پر تھوڑی سی research کر کے دیکھ رہا تھا کہ یہ کیسے ہوا تو اس بات پر میرا دل دکھا اور مجھے بہت افسوس ہوا کہ ہمارا نیلم جہلم پراجیکٹ 1989 میں approve ہوا تھا لیکن اس پر ہم کام نہیں کر سکے۔ ہماری اس delay

کی وجہ سے یہ سب کچھ ہو گیا ہے۔ اس پراجیکٹ کی اب cost 275 billion rupees پر چلی گئی ہے۔ اس کی cost اب ساڑھے تین سو فیصد بڑھ گئی ہے۔ آپ اور میں ہر مہینے اپنے بلوں کے ذریعے اس میں پیسے جمع کروا رہے ہیں اور ہماری اس پر progress اتنی slow ہے کہ

as per the Indus Water Treaty whoever starts utilizing the water, they are establishing their right over this water and they have established their right over water in an International Court of Justice.

مجھے جو اس میں اپنی سب سے بڑی کمزوری نظر آئی ہے وہ یہ ہے کہ ہماری ٹیم اپنی پوزیشن کو defend ہی نہیں کر سکی۔ مجھے یہ کہتے ہوئے ذرا عجیب لگ رہا ہے، ہماری ٹیم کو جو صاحب lead کر رہے تھے ان کا نام کمال مجید اللہ ہے۔ میں نے ان کا انٹرنیٹ پر background ڈھونڈا کہ آیا یہ water expert ہیں یا نہیں۔

So, I wanted to know his qualification and I was really shocked to know that Special Assistant to our Prime Minister on Water Resources and Agriculture is an Editor of a Karachi Evening Paper.

ایک evening paper کے وہ ایڈیٹر ہیں اور وہ ہمارے ملک میں پانی کے معاملات کو دیکھ رہے ہیں۔ جناب! پریشانی سے I cannot find the words to say کہ اس وقت میری کیا feelings ہوئیں۔

جناب چیئرمین: لغاری صاحب! میرے خیال میں مناسب بات یہ ہو گی کہ

you move a calling attention notice.

Senator Muhammad Mohsin Khan Leghari: Sir, I have moved.

اسی لیے تو میں نے آپ سے request کی تھی کہ مہربانی کر کے اس کو ایجنڈے پر لے آئیں تاکہ حکومت اس کے لیے تیار ہو کر آئے۔

Mr. Chairman: It will be taken up on the next working day.

اسی لیے میں سمجھتا ہوں کے آپ کا calling attention notice orders of the day پر آ جائے گا

and we can ask the Minister that he should respond on all the issues which you are raising.

اب یہ باتیں آپ اس وقت کریں گے تو کوئی جواب بھی آئے گا۔

Rest assure it will be taken up. Yes, Hafiz Hamdullah *sahib*.

Allotment of Election Symbols

سینیٹر حافظ حمد اللہ: جناب چیئرمین! آپ کا شکریہ۔ میں بھی الیکشن کمیشن کے حوالے سے مختصر ایک دو مسئلوں پر بات کرنا چاہتا ہوں۔ جناب! الیکشن کمیشن نے پارٹیوں کے سربراہوں کی سفارشات کی بنیاد پر کچھ انتخابی نشانات کو نکال دیا ہے اور کچھ کو اس لسٹ میں شامل کر لیا گیا ہے۔ جمعیت العلمائے اسلام کا1988 سے لے کر آج تک انتخابی نشان کتاب ہے لیکن انہوں نے جمعیت العلمائے اسلام کی سفارش کو نظر انداز کرتے ہوئے اس کے انتخابی نشان 'کتاب' کو کھول دیا ہے۔ ہم اس بارے میں الیکشن کمیشن کی طرف سے یہ زیادتی سمجھتے ہیں۔ ہماری پارٹی کی قیادت نے الیکشن کمیشن کے ساتھ بیٹھ کر یہ کہا کہ 1988 سے ہمارا انتخابی نشان 'کتاب' ہے اور وہ بھی بند، آپ کی کیا مجبوری ہے کہ آپ نے کتاب کھول کر پھر اس پر a,b,c to z لکھ دیا ہے اس کا کیا مطلب ہے۔ لہذا ہم اس کو الیکشن کمیشن کی ایک بہت بڑی سازش سمجھتے ہیں۔ جناب چیئرمین! میری آپ سے گزارش ہے کہ سینیٹ کی سپیشل کمیٹی اس بات کو اپنے ایجنڈے میں شامل کرے کہ ایسا کیوں ہوا۔

دوسری بات یہ ہے کہ اگر کسی کو ہمارے انتخابی نشان پر اعتراض ہے تو وہ کس بات پر ہے؟ کل میں یہ بھی کہہ سکتا ہوں کہ پھر شیر کو پنجرے میں ہونا چاہیے۔ شیر اوپن انتخابی نشان نہیں ہونا چاہیے بلکہ پنجرے میں ہونا چاہیے۔ اگر بلی کو اس لیے خارج کیا جاتا ہے کہ بلی کے ہونے سے شیر کو ووٹ کم پڑتا ہے تو وہ نشان خارج کر دیا گیا، کتاب پر اعتراض نہیں ہے اس کو آپ نے کھول دیا، ایسا کیوں؟ اگر میں یہ کہوں کہ پھر تیر کو open نہیں ہونا چاہیے، تیر کو کمان میں ہونا چاہیے۔ میں اسی لیے کہتا ہوں کہ یہ بہت بڑی زیادتی ہے۔

تیسری بات یہ ہے کہ یہاں الیکشن کمیشن نے ,transport پرچی اور کیمپ لگانے پر پابندی لگانا پبلک کے ساتھ، اٹھارہ کروڑ عوام کے ساتھ بہت بڑی زیادتی ہے۔

دوسری بات جو اسحاق ڈار صاحب نے وزیر خزانہ کے بارے میں کی، اس کی وضاحت ہونی چاہیے کہ کیا میثاق جمہوریت کا تقاضا یہ تھا کہ پانچ سال میں پانچ وزراء خزانہ ہونے چاہئیں، کیا اصلی جمہوریت کا تقاضا یہ ہے کہ پانچ سال میں پانچ وزراء خزانہ ہونے چاہیئیں یا دبئی معاہدے کا تقاضا یہ تھا کہ پانچ سال میں پانچ وزراء خزانہ ہونے چاہئیں۔ IMF یا امریکہ کا مطالبہ یہ تھا کہ پانچ سال میں پانچ وزراء خزانہ ہونے چاہئیں۔ ان پانچ وزراء خزانہ میں کچھ سالانہ ہیں، کچھ ماہانہ ہیں، کچھ روزانہ ہیں، ادب کے ساتھ اس فہرست میں اسحاق ڈار صاحب بھی شامل ہیں۔ اس کی وضاحت بھی ہونی چاہیئے۔ میری دانست کے مطابق یہ جمہوریت کا تقاضا ہے، نہ ہی میثاق جمہوریت کا تقاضا ہے، ہو سکتا ہے یہ دبئی معاہدے کا تقاضا ہو۔

تیسری بات میں یہ کرنا چاہتا ہوں کہ کل قومی اسمبلی میں یہ بل پیش ہوا کہ PIMS ہسپتال کو ذوالفقار علی بھٹو ہسپتال کے نام سے موصوم کیا جائے، میں یہ مشورہ دیتا ہوں کہ پاکستان کا نام بھی لاڑکانہ رکھا جائے یا نوابشاہ رکھا جائے اس لیے جمعیت العمائے اسلام کے ایک ورکر کی حیثیت سے میں ایک رکن سینیٹ کی حیثیت سے میں سمجھتا ہوں کہ اس کے اچھے نتائج نہیں ہوں گے۔ کل کوئی اور حکومت آئے گی اس کا نام تبدیل کرکے پرانا نام PIMS رکھے گی۔

چوتھی بات یہ ہے کہ ہم ادھر آئین کی بات کرتے ہیں، آئین کے ماہر یہاں پر کھڑے ہو کر آئین، آئین اور پھر 63 ,62 کا ذکر بہت زور و شور سے کرتے ہیں۔ جمعیت العلمائے اسلام کا روز اول سے، آئین کے Article 62 اور 63 کے تقاضوں پر عمل کرنا دیرینہ مطالبہ تھا۔ اس کے بعد coalition Government میں جتنی بھی جماعتیں تھیں اور انہوں نے container میں بیٹھ کر معاہدہ کرکے Article 62, 63 پر عمل کی بات کی۔ اب ہم نے Article 62 اور 63 پر عمل کرنا ہے، سب کا اس پر اتفاق ہے، اس کے تقاضوں کو پورا کرنا ہے۔ Article 62 اور 63 کا تقاضا یہ بھی ہے کہ جو آدمی پارلیمنٹ کا رکن بننے جا رہا ہے وہ گناہ کبیرہ کا مرتکب نہیں ہونا چاہیے۔ اس لیے میں کہتا ہوں کہ الیکشن کمیشن اصلاحات میں یہ بھی شامل کیا جائے کہ جو بندہ شراب پیتا ہو وہ پارلیمنٹ کا رکن نہیں بن سکتا۔ لہذا الیکشن کمیشن کا جہاں بھی دفتر ہو وہاں پر blood test کے لیے ایک لیبارٹری ہونی چاہیے، جو بھی آئے گا اس کا پہلے blood test لازمی ہو، جو شرابی ہو وہ رکن نہیں بن سکتا اس کے کاغذات reject ہونے چاہئیں۔ یہ آئین کے 63 ,62 کا تقاضا ہے، میرا تقاضا نہیں ہے کیونکہ ہم سب آئین کی بات کرتے ہیں۔

پانچویں بات یہاں اٹھارھویں ترمیم کی ہو رہی ہے، اگر ہم آئین کے اتنے پاسدار ہیں، اٹھارھویں ترمیم کے تقاضوں کے مطابق ہر صوبہ اپنے وسائل پر کتنا حق دار ہے، کتنا ان کو اعتماد میں لینا چاہیے۔ چار سال دس مہینے بلوچستان کی حکومت چلتی رہی، نہ ریکوڈک کا معاہدہ ہوا، نہ گوادر کا معاہدہ ہوا، جیسے ہی گورنر راج نافذ کیا گیا، گورنر راج کی چھتری کے نیچے آج چائنا کے ساتھ گوادر کا معاہدہ ہو رہا ہے۔ کیا آپ نے بلوچستان کی اسمبلی سے پوچھا؟ چار سال دس مہینے میں یہ معاہدہ کیوں نہیں ہوا؟ اس لیے ہم سمجھتے ہیں کہ یہ بلوچستان کے عوام کے ساتھ بہت بڑی خیانت ہے۔ اٹھارھویں ترمیم کا تقاضا کیا ہے؟ اٹھارھویں ترمیم کا تقاضا یہ ہے کہ بلوچستان کے وسائل پر اور ان کے ساحل پر ڈاکہ ڈالیں، آپ بلوچستان کی اسمبلی کو اعتماد میں نہ لیں، آپ بلوچستان کے کسی نمائندے کو اعتماد میں نہ لیں، سارے خاموش ہیں، جو لوگ بلوچستان پر حاکمیت چاہتے تھے کہتے تھے کہ وسائل کی اور ساحل کی حاکمیت اور ملکیت ہماری ہونی چاہیے، آج سب خاموش ہیں، اتنی بڑی زیادتی ہو رہی ہے کہ بلوچستان کے عوام سے پوچھے بغیر آپ گوادر کا سودا کر رہے ہیں، بلوچستان سے پوچھے بغیر آپ ریکوڈک کا سودا کر رہے ہیں۔ کیا یہ اٹھارھویں ترمیم کے آئینی تقاضوں کی خلاف ورزی ہے یا نہیں ہے؟ اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ یہاں پر جو بھی اپنے آپ کو آئین کے علمبردار سمجھتے ہیں وہ اس بات کو take up کریں۔ آئندہ جو بھی حکومت بلوچستان میں آئے گی ہم اس کی مخالفت کریں گے، آج بھی مخالفت کریں گے اور اس کے خلاف آواز اٹھائیں گے۔ اس بارے میں، میں رضا ربانی صاحب سے گزارش کروں گا اور اپوزیشن لیڈر سے بھی گزارش کروں گا کہ گوادر اور ریکوڈک جو بیچا جا رہا ہے، اٹھارھویں ترمیم کا تقاضا کیا ہے؟

جناب چیئرمین: جی اسحاق ڈار صاحب۔

Senator Mohammad Ishaq Dar: I will give a point of personal explanation. I have a lot of regard for the honourable member لیکن شاید یہ اس وقت صوبہ بلوچستان میں مصروف تھے، منسٹر تھے اور ان کو local کام کرنے میں اتنی تفصیل معلوم نہ ہو اور انہوں نے by name کہا کہ اسحاق ڈار بھی اپنا حساب دیں تو میں حساب دینے کے لیے حاضر ہوں۔ 31 مارچ 2008 کو مسلم لیگ (ن) اور پیپلز پارٹی کے درمیان coalition agreement ہوا، جس کا معاہدہ public تھا، پریس کی موجودگی میں اور کئی سو افراد کی موجودگی میں بھوربن پی سی ہوٹل میں اس پر

دستخط ہوئے، اس کا صرف one point agenda تھا کہ تیس دن کے اندر، مشرف نے جو جوڈیشری کو sack کیا تھا، گھروں میں ان کو نظر بند کیا تھا، قید کیا تھا ان کو رہا کیا جائے گا، ان کو restore کیا جائے گا، صرف one point agenda تھا، آج آپ دیکھیں کہ UK میں conservatives and Liberal coalition agreement ہے وہ بہت لمبا agreement ہے اور ایک ایک شق پر عملدرآمد ہوتا ہے، اگر ذرا سی بھی ادھر ادھر ہو جائے تو ان میں ripples آجاتے ہیں۔ ہمارا ایک پوائنٹ کا ایجنڈا تھا انہوں نے بالکل صحیح فرمایا اور یہ تیس دن میں ہونا تھا، written agreement آج بھی موجود ہے، press میں چھپ چکا ہے۔ جب ایک مہینہ جو کہ تیس اپریل کو پورا ہوا ، مسلم لیگ (ن) نے کہا اور ہم سے دس دن اور مانگے گئے، چونکہ آپ نے حساب مانگا، میں آپ کو حساب دے رہا ہوں، دس مئی کو جب وہ دن ختم ہوئے تو انہوں نے کہا ہمیں دو دن اور دے دیں، میں ان کی لیڈرشپ کی بات کر رہا ہوں their leadership and our leadership میں اس میٹنگ میں موجود تھا جب بارہ مئی کو انہوں نے finally کہا کہ ہم نہیں کر سکتے تو ہم نے تیرہ مئی کو استعفٰی دے دیا۔ اب رہا کہ ایک مہینہ اور تیرہ دن میں، میں نے کیا کیا، میں یہ بھی حساب دینے کے لیے ہوں۔ اس ملک کے بجٹ کی جو bleakest position ہوئی تھی وہ 2008 کا سال تھا، 956 اب تو اس سے تجاوز کر گیا ہے، اس وقت تک 956 ارب کا بجٹ خسارہ ہونے جا رہا تھا۔ 260 ارب روپے کے میں نے چھ ہفتے میں measures لیے، فنانس منسٹری کا ریکارڈ اٹھا کر دیکھیں، یہ کوئی آسان کام نہیں ہوتا، 92 billion revenue increase اور billion 170 کے اخراجات کی کمی کی، اس وقت پاکستان کی ضرورت یہ ہے۔ میں اس کو acknowledge کرتا ہوں، کہ first time میں نے armed forces کا بجٹ بھی 38 billion کاٹ دیا اور ان کو میں نے on board لیا کہ پاکستان کے بجٹ کا خسارہ پاکستان کی تاریخ میں بدنما داغ ہو گا۔ آپ کو بھی cooperate کرنا چاہیے اور انہوں نے cooperate کیا۔ ان کے 75 بلین جو بجٹ میں نہیں تھے اور 37 بلین مشرف صاحب کی حکومت دے چکی تھی۔ میں نے اس میں سے 38 billion جو باقی دینے والے تھے، کاٹ دیئے۔ ظاہر ہے میں گھر سے لا کر تو 260 million کا cheque نہیں دے سکتا تھا، I wish, I could. میں نے 92 billion کے آمدنی کے resources increase کیے۔ میں کوئی بڑا بول نہیں بول رہا لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے میں نے یہ کام کیا اور آپ مجھے دکھائیں کہ کسی نے چھ ہفتے میں اکانومی کو اتنا correct کیا ہو۔ بس وہ فیصلہ party to party ہوا اور آپ نے دیکھا کہ وہی کام ایک سال بعد ان کو کرنا پڑا لیکن چونکہ

عوام کے ساتھ ہماری ایک commitment تھی، مسلم لیگ (ن) کے Parliamentarians نے oath لیا تھا کہ اگر judiciary بحال نہیں ہوئی تو ہم اپنی جدوجہد جاری رکھیں گے اور اس وقت تک ختم نہیں کریں گے جب تک judiciary بحال نہیں ہو جاتی۔ لہٰذا 13 مئی تک کا تو میرا account حاضر ہے، ہاں اگر کوئی ضمنی سوال بھی کرے تو اس کا جواب دینے کے لیے میں تیار ہوں۔

دوسری چھوٹی سی گزارش ہے کہ میرے honourable colleague نے کہا about کشن گنگا، جناب والا! ایک دو Call Attention Notices جمع ہوئے ہیں اور ایک یا دو Adjournment Motions بھی ہیں، میری بھی Adjournment Motion pending ہے، میرے خیال میں ان سب کو club کر دیں اور اس کو convert کر دیں Call Attention Notice میں اور آپ اگلے پیر یا منگل کے لیے اس کو لگا دیں۔ یہ ہے تو تکلیف دہ چیز کہ آپ کے خلاف international court میں فیصلہ ہو گیا ہے۔ ہمیں اب تک یہی تسلیاں دی جاتی رہیں کہ ہمارا case بہت strong ہے اور ہمیں فکر کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ یہ typical example ہے ہمارے budget overrun کی اور جو projects ہم ختم نہیں کرتے ان کو ہم carry over کرتے رہتے ہیں۔ جناب والا! یہ دیکھیں کہ billion 80, 90 کا project آج 270 billion میں بھی مکمل نہیں ہو رہا ہے۔ اب پتا نہیں کہ اس کی کیا fate ہو گی۔ اگر ہم نے اس کو وقت پر مکمل کر لیا ہوتا تو میں سمجھتا ہوں کہ آج آپ کے پاس MW 1000 بجلی ہوتی اور اس project کی cost بھی نہ بڑھتی۔ یہ جو throw forward کا concept ہے پاکستان کے بجٹ میں، آپ کو معلوم ہو گا کہ billion 3000 کے قریب throw forward budget ہے پاکستان کا یعنی جو آج آپ سالانہ ترقیاتی بجٹ بناتے ہیں پاکستان کا federal level پر، اگر اگلے دس سال تک حکومت کوئی ایک change بھی نہ کرے اور انہی projects کو complete کر لے تو بہت بڑی بات ہو گی۔ لہٰذا یہ throw forward کا concept بھی ختم ہونا چاہیے کیونکہ it is a very bad financial discipline. لہٰذا جناب والا! آپ کشن گنگا کو اس میں club فرمائیں۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: جی صغریٰ امام صاحبہ۔

Formulation of Special Committee on Election Issues

Senator Syeda Sughra Imam: Thank you Mr. Chairman. Sir, I would just like to take the point on the Special

Committee on Election issues a little further. Sir, as you know this Committee was originally constituted on the basis of the resolution that I had presented in the Senate of Pakistan which got bipartisan support. This was regarding difficulties in the electoral rolls. But at that time, my contention and submission in the House was accepted, including yourself and all the political parties accepted that proposition as well, that we will need a separate special committee on election issues and that will be an institutional mechanism for dealing with the Election Commission of Pakistan. Sir, *Dar* sahib has spoken in detail about the report that has been prepared...

(اس موقع پر ایوان میں اذان ظہر سنائی دی)

جناب چیئرمین: جی صغریٰ امام صاحبہ۔

Senator Syeda Sughra Imam: Sir, I just wanted to bring your attention towards one thing because as Dar *sahib* has explained, the committee had proposed and originally at the time of the constitution of this committee, this was also something that was considered that committee on election issues should become a permanent committee of Parliament, as is the case, sir, in the House of Commons, in Britain, in Australia, etc.

Sir, there are two things, you will be having a meeting in your Chamber with the Leader of the House and the Leader of the Opposition on this, my submission would be, sir, as a member of the Committee and as a person who moved the resolution, in the first instance, that the TOR should be included.

Sir, there are three basic phases of the elections, as you know; (i) Pre-Election issues, (ii) ongoing election process, (iii) then the post election issues. If this Committee were to be made a permanent Committee of the Senate of Pakistan, the advantage of

this would accrue from it is that when National Assembly Elections are taking place, the Senate still be in place and will be working. So, many of the issues that will crop up, for instance, we focus largely on pre−election issues. There was a consensus amongst the Committee Members that the law, namely, the Representation of Peoples Act, the Code of Conduct, all the pre−election measures and all the pre−election issues should be discussed first and foremost because the National Assembly's tenure is going to be completed in March. However, many of the administrative issues which are going to be very very real and very alive issues for the elections, such as the electoral rolls. Many of the weaknesses in the electoral rolls that we pointed during the process of conduct of the meeting, have yet to be addressed. Till date, sir, no provincial assembly constituency, no National Assembly constituency has been given the disaggregated data of the electoral rolls.

مثال کے طور پر اگر میرا حلقہ PP−76 ہے یا NA−87 ہے تو وہاں کی جو lists ہیں، وہ آج تک کسی امیدوار کو نہیں ملیں اور ان lists میں بہت سے مسائل ابھی تک موجود ہیں۔

Sir, in your absence Sabir Baloch *sahib* was Chairing the session and I raised one such issue with the Law Minister. I would like to bring to your attention that there are 3.7 million voters during the course of this Committee, 3.7 million voters

ایسے ہیں جن کے نہ تو biometric finger prints ہیں اور نہ ہی ان کی تصاویر ہیں۔

Sir, 3.7 million voters, that is a large number. In a constituency like mine 12000

Voters موجود ہیں، جن کی نہ تصاویر ہیں، نہ biometric finger prints ہیں۔ جب ہم elections کے نزدیک پہنچیں گے اور یہ فہرستیں finally Election Commission of Pakistan امیدواروں کو present کرے گا اور تب لوگوں کو سمجھ آجائے گی کہ اس قسم کے مسائل ہیں تو پھر بہت سے issues اٹھیں گے

and the Senate Committee can then play a very, very productive and constructive role. However, when the election concludes, writ petitions, election disputes, etc. will also be in place and therefore, the Special Committee, if it becomes a permanent Committee of the Senate, not necessarily a Joint Committee of Parliament, you will have the advantage of having a Parliamentary mechanism in place to resolve that.

Mr. Chairman: Sughra Imam *sahiba*, let the report come then that can be discussed.

Senator Syeda Sughra Imam: Sir, my understanding was that you were going to have a meeting with the Leader of the House and the Leader of the Opposition.

Mr. Chairman: Ultimately, that would be discussed over there. Let us not discuss that. The House stands adjourned to meet again on Monday, the 25th February, 2013 at 4:00 P.M.

(The House was then adjourned to meet again on Monday, the 25th February, 2013 at 4:00 P.M.)